الاتمام والاکمال

فی

رؤیۃ الہلال

مسئلہ رویتِ ہلال

تالیف

حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی دامت برکاتہم

ناشر

نور محمد سواتی

متعلم جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

باہتمام

مجلس تعاونِ اسلامی

الاتمام والاكمال في رؤية الهلال

مسئلۂ رویتِ ہلال

تالیف

حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی دامت برکاتہم

ناشر

نور محمد سواتی

متعلم جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

باہتمام

مجلس تعاون اسلامی

بسم الله الرحمن الرحيم

عرض ناشر

چند سال قبل وطن عزیز پاکستان میں ایک مشکل مگر حل طلب مسئلہ رونما ہوا جو ایک ملک میں اور ایک ہی حکومت کے ماتحت رہنے والے مسلمانوں کیلئے کافی حد تک انتشار و افتراق کا سبب بنا اور یہ رؤیت ہلال (چاند دیکھنے کا) مسئلہ تھا۔ یہ مسئلہ ایک تشویش ناک صورت حال اختیار کر چکا تھا۔ جس کی وجہ سے ملک بھر کے علماء کرام اور عوام الناس کو اس پریشان کن صورت حال سے دوچار ہونا پڑا۔ اور ایسا ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ اس مسئلے کی وجہ سے رمضان المبارک کی فرضیت بھی مشکوک ہوتی جارہی تھی کہ رمضان المبارک کب شروع ہوا اور کب ختم ہوا اور پھر اسی اختلاف کی بناء پر عید بھی ہر علاقے میں الگ سے منائی جانے لگی۔ اب ایک ہی ملک میں بلکہ ایک ہی صوبے کے اندر کئی کئی عیدیں ہونے لگیں۔ اس اختلاف کو ختم کرنے کیلئے لوگوں نے علماء کرام سے رجوع کیا۔ میں بھی اس سے پہلے کئی علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر فتوی لے چکا تھا لیکن تسلی بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے اطمینان نہیں ہو رہا تھا۔ لهذا اس مسئلے کی نزاکت اور باریکیوں کے پیش نظر میں اس الجھن کو حل کرنے کی خاطر ایک استفتاء لکھ کر حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، ونگران شعبہ تخصص جامعہ ہذا کی خدمت میں حاضر ہوا اور

حضرت مفتی صاحب سے بذات خود اس استفتاء کا جواب لکھنے کی درخواست کی جو انہوں نے از روئے شفقت قبول فرمائی۔ اور اپنی علالت اور دیگر مصروفیات کے باوجود نہایت مستند مفصل ومدلل فتوی تحریر فرمایا جو ہر اعتبار سے کافی وشافی ہے۔ جس کیلئے میں حضرت مفتی صاحب کا بے حد مشکور ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں حضرت مفتی محمد عبد السلام چاٹگامی صاحب دامت برکاتہم العالیہ رئیس دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس جوابی تحریر کے مطالعے کے بعد سوال نمبر ۳ کی بھی مزید وضاحت فرمائی۔

جس کو اہل علم حضرات نے خاص طور پر بہت ہی پسند کیا۔ اور اُسے کتابی صورت میں شائع کرنے کی خواہشیں ظاہر کی، لیکن عدم اسباب کی بناء پر ہم ہر وقت اس حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔ اب الحمد للہ! اللہ رب العزت کی مدد ونصرت سے اس قیمتی ونادر مجموعے کو میں ﴿الاتمام والإکمال فی رؤیة الهلال﴾ کا نام دیکر اس نیت سے شائع کروارہا ہوں کہ ایک طرف یہ گراں قدر تحریر جو کہ ایک علمی سرمایہ ہے محفوظ ہو جائے اور اس کے ساتھ یہ کہ اس سے تمام مسلمان بھرپور طریقہ سے استفادہ کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں برادرم مولوی شکیل احمد صاحب مظہری زیدت مجدھم ﴿المتخصص فی الفقه الاسلامی جامعة العلوم الاسلامیه علامه محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی﴾ کا بے حد مشکور ہوں جنھوں نے اپنی پڑھائی کے مصروف اوقات میں سے وقت نکال کر تصحیح فرمائی، اللہ تعالی ان کو جزائے خیر

دے، اور ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

اُمید ہے کہ یہ تحریر اس وقتی انتشار و افتراق کو ختم کرنے میں مفید ثابت ہوگی۔ دعاء ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس حقیر سی کوشش کو قبول و مقبول فرمائے اور جملہ مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق نصیب فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو اس علمی کاوش پر بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور میرے اساتذہ کرام کی زندگیاں دراز فرمائے۔ خاص کر جامعہ کے اساتذہ کرام کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ برکت فرمادیں۔ اور میرے چھوٹے بھائی کو اللہ تعالیٰ بندے کے لئے معاون بنادیں۔

اللھم اغفر لی ولکاتبہ ولمن سعیٰ فیہ ولوالدیّ ولمشائخی اجمعین –

متعلم بندہ نور محمد سواتی جامعہ ھذا

(ایم۔اے۔ عربی و اسلامیات جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف

بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵ پاکستان

بی۔اے۔ انگریزی کراچی یونیورسٹی پاکستان۔

بروز جمعہ 25 اپریل 2000ء)

﴿تقریظ﴾

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی دامت برکاتھم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

ونگران شعبہ تخصص جامعہ ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

زیر نظر رسالہ در حقیقت ایک استفتاء کا جواب ہے جو مولوی نور محمد سواتی سلمہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کے سامنے پیش کیا تھا اور اصرار کیا تھا کہ آپ خود اس سوال کا جواب لکھیں۔ بندہ نے مصروفیات کا عذر پیش کیا لیکن آں عزیز کا اصرار تھا کہ چاہے تاخیر جتنی بھی ہو آپ خود جواب لکھیں گے، چنانچہ بندہ نے کافی تاخیر کے بعد اس کا جواب لکھا اور ہمارے جامعہ کے دارالافتاء کے رئیس حضرت مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہ العالی نے تصدیق فرمائی فالحمد للہ علیٰ ذالک

اب مولوی صاحب موصوف اس مختصر رسالے کی اشاعت چاہتے ہیں۔ بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کیلئے ذریعہ ھدایت بناکر اپنے دربار عالی میں مقبول فرمائے اور اس عاجز کیلئے ذخیرۂ آخرت بنادے اور آں عزیز کے علم و عمل میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے اور ان کی اس سعی کو قبول فرمائے

﴿آمین﴾

﴿مفتی﴾ نظام الدین شامزئی

۱۴۲۱/۱/۲۵ھ

الی دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ متین وعلمائے شرع درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے ضلع سوات تحصیل پورن چوگا میں عید الفطر کے موقع پر ہر سال لوگوں میں انتشار وافتراق پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات ایک دن عید کی خوشیاں مناتے ہیں اور دوسرے حضرات دوسرے دن مناتے ہیں اور یوں اس عید کے اتحاد کو افتراق میں تبدیل کیا جاتا ہے، ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے، اور یہ سلسلہ عوام کیا خواص میں بھی موجود ہے۔

پچھلے سال کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ زوال کے وقت ختم ہوتے ہی خبر آئی کہ چاند دیکھا گیا ہے، اور صوبائی حکومت «صوبہ سرحد» کے وزیر اعلیٰ اور گورنر نے عید کی نماز پڑھی، تو ہمارے علاقے میں ایک گاؤں کے ممتاز عالم دین نے اعلان کر دیا کہ آج افطار کریں روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے اور نماز عید کل ہوگی، کیونکہ آج زوال کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اور دلیل میں انہوں نے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "احسن الفتاویٰ جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۲۰" کی درج ذیل عبارت پیش کی تھی:-

«تیس رمضان کو بعد زوال گزشتہ رات میں رؤیت ہلال پر شہادت ہوئی تو افطار لازم ہے۔ جو شخص حاکم کے فیصلہ شرعی کے بعد افطار نہ کرے گا وہ گناہ گار ہوگا، کیونکہ یہ یوم شہادت شرعی سے یوم عید ثابت ہوا اور عید کے دن روزہ

رکھنا حرام ہے» جبکہ دوسرے گاؤں والے لوگوں نے جس میں خواص بھی شامل تھے اس دن روزہ رکھا۔

ابھی مطلوب یہ ہے کہ ان دونوں فریقوں میں سے وبال کس پر ہوگا؟ آیا پہلے فریق والے لوگوں کا اس طرح روزہ توڑ کر عید منانا درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ روزہ رکھنا عید کے دن شیطان کے اعمال میں سے ہے۔

ملاحظہ:-

اعلان صوبائی حکومت «صوبہ سرحد» کی طرف سے ہوا تھا، جبکہ وفاقی حکومت کی طرف سے اعلان نہیں ہوا تھا، اس لئے پاکستان کے دوسرے تین صوبوں میں اس دن روزہ رکھا گیا تھا۔ دوسرے فریق کا یہ بھی کہنا تھا کہ حکمران صوبائی حکومت کی موافقت کرنا درست نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کے اعلان کے مطابق عید منائی جائے گی۔ احقر کو اس مسئلہ کی تفصیل درکار ہے۔

جزاکم اللہ خیرا واحسن الجزاء

المستفتی:-

بندہ نور محمد سواتی «ضلع سوات، تحصیل پورن چوگا (ذوب)

الصف الثالث العربی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی۔

مورخہ 30 اپریل 1996ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ومنہ الصدق والصواب

وفی الہدایۃ وإذا کان بالسماء علۃ قبل الإمام شہادۃ الواحد العدل فی [illegible] رجلاً کان او امرأۃ حراً کان او عبداً لانہ امر دینی فاشبہ روایۃ الاخبار فلہذا لایختص بلفظ الشہادۃ ......الخ

(کتاب الصوم ۱/۲۱۵)

وفیہا واذا لم تکن بالسماء علۃ لم تقبل الشہادۃ حتی یراہ جمع کثیر یقع العلم بخبرہم لان التفرد فی مثل ہذہ الحالۃ یوہم الغلط فیجب التوقف فیہ حتی یکون جمعاً کثیراً (۲۱۵/۱)

وفیہا واذا کان بالسماء علۃ لم تقبل فی ہلال الفطر الا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین لانہ تعلق بہ نفع العبد، وفیہا وان لم تکن بالسماء علۃ لم تقبل الا شہادۃ جماعۃ یقع العلم بخبرہم کما ذکرنا

(۲۱۶/۱)

وفی التاتارخانیۃ الواحد اذاشہد برؤیۃ ہلال رمضان فان کانت السماء متغمیۃ وفی الہدایۃ او غباراً او نحوہ یقبل شہادۃ الواحد اذا کان مسلماً

(۳۵۰/۲)

کتاب الصوم الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیۃ الہلال۔ وفیہا فاما اذا کانت السماء مضحیۃ لاتقبل شہادۃ الواحد فی ظاہر الروایۃ خلافاً لما

رواہ الحسن عن ابی حنیفۃ بل یحتاج فیہ الی زیادۃ العدد...... ولو قبل الامام شہادۃ عدلین وقد سکن قلب القاضی علی قولہما جاز و ثبت حکم رمضان (۳۵۰/۲)

و فیہا ثم انمالا تقبل شہادۃ الواحد علی ہلال رمضان اذا کانت السماء مضحیۃ اذا کان ہذا الواحد فی المصر فاذا جاء عن خارج المصر اوجاء من أعلی الاماکن فی مصر ذکر الطحاویؒ أنہ تقبل شہادتہ وہذا ذکر فی کتاب الاستحسان، وذکر القدوری انہ لا تقبل شہادتہ فی ظاہر الروایۃ وفی الذخیرۃ وذکر الکرخی أنہ تقبل وفی الاقضیۃ صحح روایۃ الطحاویؒ واعتمد علیہا (۳۵۰/۱)

وفیہا ہذا الذی ذکرنا فی ہلال رمضان واما اذا قامت الشہادۃ برؤیۃ ہلال شوال وبرؤیۃ ہلال ذی الحجۃ إذا کانت السماء مضحیۃ فالجواب فیہ کا لجواب فی رؤیۃ ہلال رمضان یعنی لا تقبل فیہ شہادۃ الواحد بل یشترط زیادۃ العدد ولا بدمن اعتبار العدالۃ والحریۃ...... واما اذاکانت السماء متغیمۃ لا تقبل مالم یشہد بذالك رجلان اورجل وامرء تان فی ظاہر الروایۃ...... وذکر شیخ الاسلام فی شرح الشہادات ان شہادۃ المثنیٰ فی الفطر والاضحی انما تعتبر اذاکانت بالسماء علۃ او کانت مضحیۃ وجاء امن مکان آخر ...... وروی بشر عن ابی یوسف فی تلمذلۃ الامالی ان ابا حنیفۃ کان یجیز علی ہلال رمضان شہادۃ الرجل الواحد العدل و المولی والعبد والامۃ والمحدود فی القذف إذا کان

عدلاً سواء ولا يجيز شهادة الكافر..... الخ (٢/ ٣٥١)

وفيها وهذا في المصر أما في السواد إذا رأى أحدهم هلال رمضان شهد في مسجد قرية وعلى الناس ان يصوموا بقوله بعد ان يكون عدلاً اذالم يكن هناك حاكم يشهد عنده (٢/ ٣٥٢)

وفيها اهل بلدة رأوا الهلال هل يلزمه ذالك في حق بلدة اخرى اختلف المشايخ فيه بعضهم قالوا لايلزم ذالك فانما المعتبر في حق كل بلدة رويتهم (٢/٣٥٥)

وفي الدر وقبل بلادعوى و بلا لفظ أشهد وبلا حكم و مجلس قضاء لانه خبر لا شهادة للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل اومستور على ماصححه البزازي على خلاف ظاهر الرواية اذا لم يكن حاكم يشهد عنده لافاسق اتفاقا وهل له ان يشهد ..... الخ (٢/٣٨٥)

وفيه وشرط للفطر مع العلة العدالة نصاب الشهادة ولفظ "أشهد"..... الخ (٢/٣٨٦)

وفي رد المحتار لابن عابدين اعلم ان نفس اختلاف المطالع لانزاع فيه بمعنى انه قد يكون بين البلدتين بعد بحيث يطلع الهلال ليلة كذا في احدى البلدتين دون الاخرى وكذا مطلع الشمس لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار حتى اذا زالت الشمس في المشرق لايلزم ان تزول في المغرب وكذا طلوع الفجر وغروب الشمس بل كلما تحركت الشمس درجة فتلك طلوع فجر لقوم

وطلوع شمس لأخرين وغروب لبعض ونصف ليل لغيرهم ...... وانما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى انه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولايلزم أحد العمل بمطلع غيره ام لايعتبر اختلافها بل يجب العمل بالاسبق رؤية حتى لورأى في المشرق ليلة الجمعة وفي المغرب ليلة السبت وجب على اهل المغرب العمل بماراه اهل المشرق فيقبل بالاول ...... وظاهر الرواية الثاني وهو المعتمد عندنا (٢/٣٩٣)

وفي معارف السنن وقيل يعتبر اختلاف المطالع في البلاد البعيدة قال الزيلعي شارح الكنز وهو الاشبه وهذا هو الصواب ولابد من تسليم قول الزيلعي والا لزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين والثامن والعشرين او الحادي والثلاثين والثاني والثلاثين إذا كان بين البلدتين مسافة بعيدة كالهند والقسطنطينية..... الخ (٥/٣٣٧)

وفيه قال الشيخ وكنت قطعت القول بما قاله الزيلعي ثم رأيت في قواعد ابن رشد نقل الاجماع على اعتبار الاختلاف في البلاد البعيدة ايضاً وحد البعد مفوض إلى رأى المبتلى به ليس له حد معين (٥/٣٣٧)

وفي البدائع فأمّا إذا كانت بعيدة فلايلزم أحد البلدين حكم الاخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر في اهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الاخر (٢/٨٣)

وقد دارت المسالة في هذه الايام في توحيد نظام الامة في الصيام والعيد في بلاد الهند فاضطروا إلى الاعلان بواسطة الالة التي

تسمى راديو وكل ذالك خروج عن الحق وتكلف ينبوعن مقاصد الشرع فضلا عن ان الاعلان بـ راديو لايقوم مقام الاخبار الشرعى او الشهادة الشرعية ولو كان القاضى يعلن نفسه لو كان هناك قاضيا شرعياً وبالجملة هناك مغامز شرعية لايستقيم الحكم الشرعى ابداً ثم كيف يتصور هذا التوحيد فى القرى والجبال والبوادى التى لم تبلغ اليها هذه الوسائل المادية ثم كيف يمكن انتظار الخبر بهذه الالة لرجل يرى بعينى رأسه الهلال متهللا متبسماً فى الافق ؟ فليس ذالك الا سفه وعجرفة او سفسطة وعلى كل حال بلاد الهند واسعة الارجاء تختلف عروضها من ست عشرة درجة الى اربع وثلاثين درجة والمسافة بينها تبلغ الى نحو الفى ميل وحققوا وقوع الاختلاف فى المطلع بنحو خمس مائة ميل فكيف يتصور الجهد للتوحيد فى مثله ؟ فكل ذالك بنؤ وبعد عن السهلة السمحة البيضاء نعم اذا تواردت أخبار راديو متعددة عن شتى الجهات ولاتختلف جهات الانباء عن البلد الذى لم ير فيه الهلال ببعد يختلف فيه المطلع فيسوغ العمل بهذه الانباء المرسلة وتدخل فى حد شهادة واحد عدل ......الخ (بحر ٢٦٧/٢)

وقال ـــ روى الحسن عن ابى حنيفة انه يقبل فيه شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان بالسماء علة اولم يكن كما روى عنه فى هلال رمضان كذا فى البدائع ولم أر من رجحها من المشائخ وينبغى

وقال وقيل يعتبر فلايلزمهم برؤية غيرهم إذا اختلف المطلع وهو الأشبه كذا فى التبيين ......بحر (٢٧٠/٢)

فتاوى عالمگيرى۔

وذكر الطحاوى انه تقبل شهادة الواحد إذا جاء من خارج امصر وكذا اذا كان على مكان مرتفع كذا فى الهداية وعلى قول الطحاوى اعتمد الامام المرغينانى وصاحب الاقضية والفتاوى الصغرى لكن فى ظاهر الرواية لافرق بين خارج المصر والمصر كذا فى معراج الدراية
(عالمگیری ۱/۱۹۸)

وقال اذا اخبر الرجلان فى هلال شوال فى السواد والسماء متغيمة وليس فيه وال ولاقاض فلابأس للناس أن يفطروا كذا فى الزاهدى وتشترط العدالة هكذا فى النقاية (عالمگیری ۱/۱۹۸)

وقال وذكر شيخ الاسلام ان شهادة الاثنين تقبل ايضاً اذا جاء ا من مكان آلحر هكذا فى الذخيرة ......(عالمگیری ۱/۱۹۸)

سنن الترمذى

باب ماجاء لكل اهل بلد رؤيتهم

أخبرنى كريب ان ام الفضل بنت الحارث بعثته الى معاوية بالشام قال فقدمت الشام فقضيت حاجتها واستهل على هلال رمضان وانا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فى آخر الشهر

فسألني ابن عباس ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال فقلت رأيناه ليلة الجمعة فقال أنت رأيته ليلة الجمعة فقلت رآه الناس وصاموا وصام معاوية فقال لكن رأيناه ليلة السبت فلانزال نصوم حتى نكمل ثلثين يوماً او نراه فقلت الا تكتفي برؤية معاوية وصيامه قال لا هكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم (الترمذي ١٤٨/١)

ان عبارات کی روشنی میں جواب سے پہلے کچھ تمہیدی باتوں کا سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اس مسئلہ میں الجھن کچھ غلط فہمیوں کی بناء پر پیدا ہوتی ہے لہذا ان غلط فہمیوں کے ازالے کیلئے ان عبارات سے ثابت شدہ باتوں کو ہم بطور تمہید ذکر کرتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلے اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ تمام ممالک اسلامیہ میں یا کسی ایک اسلامی ملک میں بیک وقت عید منانا یا رمضان المبارک کا شروع ہونا شرعاً ضروری نہیں ہے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانے میں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ شام میں حضرت معاویہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا تھا لیکن مدینہ منورہ میں حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ کرام نے چونکہ چاند اس تاریخ میں نہیں دیکھا تھا اس لئے ان کا روزہ ایک دن بعد شروع ہوا اور بقول حضرت شیخ الھند (کمافی معارف السنن) اس فرق کا اثر مہینے کے اختتام پر بھی پڑ رہا تھا یعنی مدینہ والوں کی عید بھی شام والوں سے ایک دن بعد بھی تھی۔ کمافی سنن الترمذی صفحہ نمبر ۱۴۸ ج۱ "باب ما جاء لکل اہل بلد رؤیتھم"

اس لئے اس تصور کو ختم کرنا چاہئیے کہ تمام مسلمانوں کی عید ایک دن ہونی چاہیئے۔ یہ شرعی تصور نہیں ہے جیسے کہ نماز کے اوقات مختلف ممالک میں یا ایک ملک کے مختلف شہروں میں الگ ہوتے ہیں اور اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ بعد مسافت اور دیگر اسباب کا نتیجہ ہے اسی طرح عید الاضحی اور یوم عرفہ سب ممالک میں یکساں تاریخ میں نہیں ہوا کرتے۔ ہم اپنے ملک کی تاریخ کے اعتبار سے یوم عرفہ کا مستحب روزہ رکھتے ہیں اور دیگر ممالک کے مسلمان اپنی تاریخوں کے اعتبار سے رکھتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح عید الفطر اور یکم رمضان بھی شرعاً ایک دن ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ غلط فہمی ﴿کہ مسلمانوں کی عید یا روزہ ایک تاریخ میں ہونا چاہئیے﴾ اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ ہم نے عید کو رمضان المبارک کے روزوں کو عام اقوام کی تہوار کی طرح ایک تہوار سمجھا ہے جیسے عیسائیوں یا آتش پرستوں کے تہوار ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ تہوار نہیں ہیں بلکہ خصوصی عبادت کے اوقات ہیں جیسے دیگر عبادات میں وقت یا وحدتِ تاریخ شرعاً ضروری نہیں تو یہاں بھی یہی حکم ہوگا ﴿کمافی معارف السنن صفحہ ۳۴۰ ج ۵﴾

(۲) اس میں شبہ نہیں کہ اختلاف مطالع کے معتبر ہونے نہ ہونے میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے امام شافعی کے یہاں معتبر ہے اور امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل کے یہاں معتبر نہیں ہے یہ اختلاف اسی طرح شامی وغیرہ میں منقول ہے لیکن بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے پر ابن رشدؒ نے اجماع نقل کیا ہے جیسے کہ معارف السنن صفحہ ۳۳۷ ج ۵ میں موجود ہے اور فقہاء احناف میں علامہ کاسانی صاحب بدائع اور علامہ زیلعی شارح کنز کی رائے بھی یہی ہے۔

ہے ملاحظہ ہو معارف السنن صفحہ ۳۴۷ ج ۵ اور بدائع صفحہ ۸۳ ج ۲۔

(۳) ردالمحتار شرح درمختار میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ سفر کی مسافت پر مطلع بدل جاتا ہے اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق تین دن کا سفر اڑتالیس ۴۸ میل بنتا ہے جیسے کہ سفر کے مسائل میں فقہاء نے لکھا ہے تو اس حساب کے مطابق چار سو اسی میل کی مسافت پر مطلع تبدیل ہوگا۔ دوسرا قول یہ لکھا ہے کہ چوبیس فرسخ کے فاصلے پر مطلع بدل جاتا ہے
(شامی کتاب الصوم صفحہ ۳۹۳ ج ۲۔)

اور معارالسنن میں لکھا ہے کہ ہر پانچ سو میل کی مسافت پر مطلع بدل جاتا ہے

و حققوا وقوع الا ختلاف فی المطلع بنحو خمسا ئته میل
(صفحہ ۳۴۰ ج ۵۔)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ایک ہی ملک جو پانچ سو میل سے زائد کی مسافت پر واقع ہو اس میں مطلع مختلف ہو سکتا ہے۔

(۴) چوتھا تمہیدی مقدمہ یہ ہے کہ چاند دیکھنے کے مسئلے میں شہر اور دیہات میں یا اونچے اور نچلے مقامات میں فرق واقع ہو سکتا ہے چنانچہ ہمارے فقہاء احناف میں سے امام طحاوی نے اس فرق کو تسلیم کیا ہے بحر الرئق میں اس کی صراحت ہے کہ جب کوئی آدمی شہر کے باہر سے آجائے اور چاند دیکھنے کی گواہی دے تو اس کی گواہی معتبر ہوگی بشرطیکہ وہ عادل اور ثقہ یعنی معتبر آدمی ہو کیونکہ دیہات اور صحرا میں چاند دیکھنا شہروں سے زیادہ یقینی ہے کیونکہ عموماً شہر کی فضاء پر غبار چھایا رہتا ہے اور دیہات وصحرا کی فضا صاف ہوتی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن نجیم حنفی مصری صاحب بحر نے اونچے اور نیچے پستی

میں واقع مقامات میں بھی فرق کو معتبر قرار دیا ہے لکھا ہے کہ

"ولکن فرقه بین من کان بالمصر و خارجه وبین المکان المرتفع وغیره قوله الطحاوی" (صفحہ ۲۶۹ ج ۲)

اور عام مشاہدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ آج کل شہروں کی فضاء میں آلودگی اتنی ہوتی ہے کہ رات کو تارے بھی نظر نہیں آتے اسی طرح بجلی کی روشنی وغیرہ کو بھی اس میں دخل ہوتا ہے نیز شہر کی زندگی مشینی زندگی ہوتی ہے نہ کسی کو تاریخ یاد ہوتی ہے اور نہ اتنی فرصت ہوتی ہے کہ چاند دیکھنے کی زحمت گوارا کریں چنانچہ عام طور پر مشاہدہ یہی ہے کہ شہروں میں اس کا اہتمام ہوتا ہی نہیں ہے۔ ہمارے ہلال کمیٹی کے حضرات رسمی طور پر کسی مقام پر جمع ہو جاتے ہیں اور عموماً یہ اجتماع بڑے شہروں میں ہوا کرتا ہے لیکن اہتمام وہ بھی نہیں کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ عموماً یہ ہلال کمیٹی میں ایسے حضرات ہوتے ہیں جو اپنی عمر کے تقاضوں اور بصارت کی کمزوری کی بناء پر چاند کیا اس سے بھی زیادہ بڑی روشن اور قریب چیز کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح عموماً ان کمیٹیوں میں ارکان سیاسی وابستگی کی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں جن کو چاند دیکھنے کے مسائل اور ان مسائل کی دقت اور نزاکت کا علم ہی نہیں ہوتا ہے اسی لئے ان کے مشاہدے کا اعتبار ہی نہیں ہے۔

جبکہ دیہاتوں میں فضا صاف ہوتی ہے اور اکثر دیہات اونچے اور پہاڑی مقامات پر واقع ہوتے ہیں اور لوگ بھی صرف رمضان المبارک یا عید الفطر نہیں بلکہ سب مہینوں کے چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اس لئے دیہاتوں میں یا ان مقامات میں کہ جہاں کے لوگ روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں چاند دیکھے جانے کا

اہتمام زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) چاند دیکھنے کیلئے جدید آلات استعمال کرنا یا ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اوپر فضاء میں دیکھنا اگرچہ جائز ہے۔ لیکن شرعاً ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آلات ہر آدمی کو میسر نہیں ہے۔ اس لئے اگر بادل ہیں چاند بھی افق پر موجود ہے لیکن بادل کی وجہ سے نظر نہیں آرہا ہے تو ہم اس کے مکلف نہیں ہیں کہ بادلوں سے اوپر جاکر چاند دیکھیں بلکہ اس صورت میں یہ تصور کیا جائے گا کہ چاند نظر نہیں آیا جیسا کہ سنن ترمذی کی بعض روایات میں ہیں کہ فان حالت دونہ غیابۃ فاکملوا ثلاثین یوماً، بعض روایات میں فان غم علیکم ہے جس کا مفہوم یہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اگر چاند کے سامنے بادل حائل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس کا عدد پورا کرو کیونکہ اسلامی مہینوں میں کوئی مہینہ تیس یوم سے زائد کا نہیں ہے اور انتیس دن سے کم کا نہیں جیسے انگریزی مہینوں میں اٹھائیس یا کتیس کا ہوتا ہے اسلامی مہینوں میں اس طرح نہیں ہوتا۔

(۶) چاند دیکھنے اور دوسرے مسلمانوں کیلئے اس کے معتبر ہونے کا قانون فقہاء نے یہ بیان کیا ہے کہ رمضان المبارک کا چاند اگر ہو تو پھر آسمان پر اگر بادل چھائے ہوئے ہوں تو پھر ایک آدمی کی گواہی بھی معتبر ہوگی بشرطیکہ وہ عادل ثقہ اور معتبر ہو اور اگر آسمان پر بادل نہ ہوں تو پھر رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت کیلئے کافی بڑی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ عید الفطر کے چاند کے ثبوت کیلئے بادل کی صورت میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے اور مطلع

صاف ہونے کی صورت میں یہاں بھی بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا جن کی خبر سے یقین آجائے۔

(۷) اور اگر کسی علاقہ میں مسلمان قاضی، حاکم یا حکومت کی طرف سے مقرر کردہ کمیٹی کسی ایک دو یا کئی آدمیوں کی گواہی کو قبول کر کے چاند کا اعلان کر دیں تو جن لوگوں تک وہ خبر یقینی اور معتبر ذریعے سے پہنچ جائے ان پر روزہ رکھنا یا عید کرنا حاکم شرعی کے حکم کی وجہ سے لازم ہوگا۔

(۸) اور اگر کسی علاقہ میں مسلمان قاضی، حاکم یا حکومت کی مقرر کردہ کمیٹی نہ ہو تو چاند دیکھنے والا محلے کی مسجد میں امام اور عالم کے سامنے اس کی گواہی دیدے تو اس علاقے والوں پر روزہ رکھنا یا عید کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ ان تک خبر یقینی اور شرعاً قابل اعتماد ذریعہ سے پہنچے جیسے کہ عالمگیری اور بعض دوسری کتب میں اس کی صراحت ہے۔

(۹) حکومت کیلئے عید کرنے یا عید کا اعلان کرنے کے لئے یا تو شهادة علی الرؤية یا شهادة علی شهادة الرؤية یا شهادة علی القضاء کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالے رویت ہلال کے شرعی احکام مندرجہ جواہر الفقہ میں ان تینوں کی تفصیل اس طرح لکھی ہے۔

(۱) شهادة علی الرؤية۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عالم یا جماعت علماء کے سامنے شہادت دینے والے بذات خود پیش ہوں جن کی احکام شرعیہ فقہیہ اور اسلام کے ضابطہ شہادۃ میں ماہر ہونے پر پورے ملک میں اعتماد و یقین

کیا جاتا ہو اور یہ عالم یا علماء کی جماعت متفقہ طور پر اس شہادت کو قبول کرنے کا فیصلہ کریں۔

(۲) شهادة على الشهادة: ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ گواہ خود حاضر نہیں ہوئے مثلاً بیمار ہے یا سفر میں ہے تو ہر ایک کی گواہی پر دو گواہ ہوں اور وہ گواہ عالم یا علماء کی جماعت کے سامنے یہ شہادت دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شخص نے بیان کیا کہ میں نے فلاں رات میں فلاں جگہ اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے۔

(۳) شهادة على القضاء:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مقام پر چاند دیکھا گیا ہے اگر وہاں حکومت کی طرف سے کوئی قاضی یا ذیلی کمیٹی قائم ہے اور اس میں کچھ ایسے علماء موجود ہیں جن کے فتویٰ پر علماء اور عوام اعتماد کرتے ہیں اور چاند دیکھنے والے ان کے پاس پہنچ کر اپنی عینی آنکھوں دیکھی گواہی پیش کریں اور علماء ان کی شہادت قبول کریں تو ان علماء کا فیصلہ اس حلقے کے لئے کافی ہے جس میں شہادت پیش ہوئی مگر پورے ملک میں اس کے اعلان کیلئے ضروری ہے کہ حکومت کی نامزد کردہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سامنے ان علماء کا فیصلہ بشرائط ذیل پیش ہو۔ اس سے آگے وہ شرائط تفصیل سے مذکور ہے۔ تفصیل کیلئے جواہر الفقہ میں مندرجہ رسالہ رویت ہلال کی شرعی حیثیت ملاحظہ ہو۔

(۱۰) رویت ہلال یعنی چاند دیکھنے کا مسئلہ ایک شرعی اور فقہی مسئلہ ہے لہٰذا اس مسئلے کو طعن و تشنیع کا ذریعہ بنانا یا اس کو قومی یا علاقائی عصبیت کا ذریعہ بنا کر اس کا مذاق اڑانا شرعاً جائز نہیں ہے مثلاً جیسے کچھ لوگ صوبہ سرحد کے اعلان کو پٹھانوں کا

چاند یا مردان اور چارسدہ اور بنوں والوں کا چاند کہہ کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں یہ شرعاً اور اخلاقاً جائز نہیں اور نہ شرعی احکام کو مذاق کا ذریعہ بنانا جائز ہے کیونکہ آپ کے سامنے گزرا کہ شہر اور صحرا میں فرق ہو سکتا ہے بعد کی وجہ سے فرق ہو سکتا ہے وہاں کے لوگ چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں نیز دوسرے مہینوں میں چاند دیکھنے کا اہتمام بھی اہتمام ہوتا ہے۔ جبکہ شہروں میں یہ سارى چیزیں مفقود ہے۔ فضاء غبار آلود لوگ نہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کے ساتھ یا دینی احکام کے ساتھ استہزاء کو منع کیا اور اس عمل کو کفر و نفاق قرار دیا ہے سورۂ نساء آیت نمبر ۱۴۰ پارہ ۵ رکوع نمبر ۱۷ میں ارشاد ہے۔

وقد نزل عليكم فى الكتاب ان اذا سمعتم آيت الله يكفر بها ويستهزأ بها فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا فى حديث غيره انكم اذا مثلهم ان الله جامع المنافقين والكافرين فى جهنم جميعا۔

"یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ حکم تم پر کتاب میں نازل کی ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیت یعنی احکام کا انکار کیا جا رہا ہوں اور اس کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہوں تو تم ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک وہ دوسری باتوں میں مشغول نہ ہو کیونکہ تم بھی پھر ان کی طرح ہوں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جمع کرنے والے ہیں منافقین اور کافرین کو جہنم میں۔"

اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مجلس میں بیٹھنے سے منع فرمایا جس میں دین کے احکام کا انکار یا مذاق اڑایا جاتا ہو، اسی لئے علماء نے اس عمل کو کفر قرار دیا ہے۔ لہٰذا دینی احکام میں استہزاء اور مذاق سے پرہیز کرنا چاہیے، اب ان اصول کے بعد استفتاء کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) احسن الفتوی میں جو مسئلہ لکھا ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے بشرطیکہ کہ لوگوں تک خبر قابل ذریعہ سے پہنچ چکی ہو، یعنی ایسے ذریعے سے جو شرعاً معتبر ہو جس کی تفصیل اوپر گزر چکی کہ یا تو شہادت علی الرؤیۃ ہو یا شہادت علی الشہادۃ ہو یا شہادت علی القضاء ہو۔

(۲) اگر دوسرے گاؤں والوں تک وہ خبر شرعاً قابل اعتماد ذریعہ سے پہنچ چکی تھی اور باوجود اس کے انہوں نے روزہ رکھا تھا تو وہ گناہ گار ہوں گے کہ اگر پہلے فریق نے شرعی شہادت یا شہادت علی الشہادۃ یا شہادت علی القضاء کے بغیر روزہ توڑا تھا تو وہ گناہ گار ہوں گے۔ بلکہ اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو چکا تھا تو پھر ان پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

(۳) صوبائی حکومت کا اعلان صوبہ بھر کے مسلمانوں کے لئے کافی ہے بشرطیکہ وہ اعلان اور خبر ان تک شرعی معتبر ذریعہ سے پہنچ جائے۔ مرکزی حکومت کا اعلان پورے ملک کے لئے ضروری ہے، کسی خاص صوبہ میں اگر وہاں کی حکومت شرعی قواعد کو ملحوظ رکھ کر اعلان کرے تو ان کا اعلان اس صوبہ کیلئے کافی ہوگا۔

اس مسئلے کے متعلق کچھ تفصیل حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ کے رسالہ رؤیت ہلال کے شرعی احکام میں بھی ہے۔ ﴿ص ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۳﴾

اس میں شہادت کی تفصیل اور شرعاً معتبر اعلان کا طریقہ مذکور ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

مفتی نظام الدین شامزئی

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵

ونگران شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

مورخہ ۳/۸/۱۴۱۷ھ :

سوال نمبر ۳ کے جواب میں مزید اتنی وضاحت کی ضرورت ہے کہ رؤیت ہلال کے بارے میں صوبائی حکومت کا اعلان اگر شرعی ضابطہ کے مطابق ہو اور ساتھ ساتھ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے علاقہ کے درمیان بعد مسافت اس قدر ہو کہ اختلاف مطالع ہوتا ہو تو اعلان صرف صوبائی حکومت کی حدود اطراف کیلئے مؤثر ہوگا۔ اور اس علاقہ کے لوگوں پر روزے یا عید کے اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

مرکزی حکومت پر اس کے ساتھ موافقت ضروری نہ ہوگی جیسا کہ صوبہ سرحد اور راولپنڈی کا حال ہے۔ لیکن صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے

درمیان بعد مسافت اگر اس قدر نہیں کہ مطالع میں اختلاف ہوتا ہو بلکہ ان دونوں علاقوں کے درمیان اس قدر مسافت ہے کہ ایک علاقہ میں چاند ہو جانے سے دوسرے علاقے میں قمری مہینہ ۲۹ دن سے کم نہ رہ جائے اور شرعی تہواروں میں وقت سے پہلے واقع ہونا پیش نہ آئے تو ان میں سے کسی صوبہ میں شرعی ضابطہ کے مطابق رویت ہلال کے اعلان سے مرکزی حکومت پر ضروری ہوگا کہ وہ بھی روزے اور عید کے حکم پر عمل کرے۔

فقط واللہ اعلم

مہر دارالافتاء جامعہ ہذا





بندہ محمد عبدالسلام ﴿چاٹگامی﴾

مؤرخہ ۲ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

رئیس دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵

مہر جامعہ بنوری ٹاؤن

